کی بالادستی مسلط کرنے کے لیے دوسرے مسلک کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ ایک مسلک کے علماء اپنے معتقدین اور پیروکاروں کو یہ درس دیتے گئے کہ دوسرے مسلک کے وجود کو پاکستان کی سرزمین سے نیست و نابود کرنے سے انہیں جنت میں جگہ ملے گی جس کی وجہ سے بعض مذہبی مسلک کے پیروکار جنت کی تلاش میں انتہا پسند اور دہشت گرد بن گئے۔ ثانیاً دوسرا طبقہ ایسے لوگوں پر مشتمل پردہ سکرین پر نمودار ہوا جو پاکستان مخالف بیرونی طاقتوں کے آلہ کار بن کر ملک میں افراتفری، دہشت گردی اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے ہیں۔ ایسا طبقہ ملک میں شرپسندی، فرقہ واریت، دہشت گردی اور افراتفری پھیلانے کی غرض سے بے روزگار نوجوان نسل کی مجبوریوں کا سہارا لے کر انہیں کرائے کے دہشت گرد بنا کر فرقہ واریت کے شوشے چھوڑتا رہتا ہے، تاکہ ملک میں افراتفری کی فضا چھائی رہے۔ اقلیتوں کے نقطہ نظر سے توہین رسالت کے قانون میں ۱۹۹۰ء سے سزائے موت مقرر ہو جانے کے بعد تیسرا انتہا پسند طبقہ ایسا بھی سامنے آیا جو توہین رسالت کے قانون کی آڑ میں کسی شخص کو اس جرم میں ملوث کرنے کے بعد خود ہی جج اور خود ہی مدعی بن کر اس جرم میں ملوث شخص کو اپنی صفائی پیش کرنے کی مہلت ہی نہیں دیتا اور ایسے شخص کو ماورائے عدالت قتل کرنے کی روش پر چل نکلا ہے، حالانکہ قرائن و حقائق شاہد ہیں کہ جب بھی کسی مسیحی کو ایسے سنگین جرم میں ملوث کیا گیا تو وہ بے گناہ ثابت ہوا، کیونکہ جس طرح ایک مسلمان خداوند یسوع مسیح (حضرت عیسیٰ) کے خلاف گستاخی کے بارے میں سوچ نہیں سکتا۔ اسی طرح کوئی مسیحی بالخصوص پاکستانی مسیحی حضور اکرمؐ کی توہین کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسی لیے اگر کسی بھی مسیحی کو ایسے مقدمہ میں ملوث کیا گیا تو گو سیشن کورٹ کی حد تک ضلع میں مقامی مذہبی کشیدگی کے خوف سے سیشن عدالت کو موت کی سزا سنانی پڑی، لیکن ایسے فیصلوں کی عدالت عالیہ نے کبھی توثیق نہ کی، بلکہ مقدمہ کو Case of No Evidence قرار دے کر بے گناہ مسیحیوں کو بری کر دیا اور دوران سماعت اس امر کا بھی انکشاف ہوا کہ مدعی جھوٹا تھا اور مستغیث نے محض ذاتی دشمنی، کاروباری رقابت یا پھر مذہبی فرقہ واریت یا شرپسندی کے ذریعے فسادات کرانے کے لیے مقدمہ درج کرایا تھا۔

پھر بھی گزشتہ چند سالوں میں فیصل آباد کے نعمت احمر، لاہور جیل میں قید طاہر اقبال اور منظور مسیح کے توہین رسالت کے جرم کے الزام میں ماورائے عدالت قتل کیے جانے کے بعد اور اسی قانون کی آڑ میں دو مسیحی چکوک شانتی نگر اور ٹبہ پر یلغار اور محاصرہ کے بعد انہیں جلا کر راکھ کر دینے اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے واقعات رونما ہونے کے بعد پاکستان کی اقلیتوں میں احساس عدم تحفظ کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ امریکی کانگرس کمیٹی رپورٹ کی سفارشات پر

عملدرآمد ہوتا ہے یا نہیں، تاہم ہم ایک طرف حکومت سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں توہین رسالت کے قانون دفعہ ۲۹۵-بی اور دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان میں ایسی ترامیم کی ضرورت ہے کہ کسی کو بھی توہین رسالت کے قانون کے غلط استعمال کرنے کی جرات نہ ہو سکے اور نہ ہی اس قانون کی آڑ میں بے گناہ اور معصوم اشخاص کو ذاتی رنجش، کاروباری رقابت اور فرقہ وارانہ افراتفری پھیلانے کے لیے قربانی کا بکرا بنایا جا سکے جس کے لیے چند گزارشات برائے ترمیم پیش کی جاتی ہیں۔

توہین رسالت کے قانون میں مدعی کی صداقت کی پوری تصدیق و تائید کی اچھی طرح چھان پھٹک کے بعد مقدمہ درج کیے جانے کا حکم دیا جائے۔

مقدمہ میں ملوث شخص کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت پوری کرے۔

مدعی کا جھوٹا ثابت ہونے کی صورت میں مدعی کو توہین رسالت کی سزا دی جائے۔

مقدمہ میں ملوث شخص کو ماورائے عدالت قتل کے ملزمان کے لیے دفعہ ۳۰۲-ت پ کے تحت پھانسی کی سزا پر عملدرآمد کیا جائے۔

توہین رسالت قانون کے تحت جھوٹے اور ٹاؤٹ گواہان استغاثہ کو توہین رسالت کی سزا دی جائے۔

حکومت ایسے شرپسند منظم گروہ کا سراغ لگائے جو غیر ملکی طاقتوں کا آلہ کار بن کر ملک میں فرقہ واریت، دہشت گردی اور افراتفری پھیلانے کے لیے آئے دن ایسے علاقوں میں قرآن مجید کے صفحات کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کرتا ہے جہاں فرقہ واریت کا آتش فشاں پہاڑ ایک چنگاری سے پھٹ سکتا ہے اور اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بے گناہ اور معصوم لوگوں کو پھنسانے کے علاوہ اکثریت اور اقلیت میں فسادات بڑھانے کی مذموم سازشوں میں مصروف کار ہے۔ ایسے عناصر کو کڑی سے کڑی سزا دینے کے لیے جلد قانون سازی کی جائے۔

متفرق

ریاست ہائے متحدہ امریکہ : مذہبی آزادی کے تحفظ کے مجوزہ قانون سے مذہبی اقلیتوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

دنیا میں مذہبی آزادی کے تحفظ کے حوالے سے امریکہ کے ایوان زیریں میں دو مسودات پر